7/18

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم ستمبر ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

رسول اللہ کا اسوۂ حسنہ

مولانا انوار حسین صاحب رسوا

جو چاہِ بدر پہ نازل ہوئے رسولِ کریم　　قریش مکہ کی خیرہ سری مٹانے کو
سوادؓ ابنِ غزیہ بھی تھے شریکِ جہاد　　خدا کی راہ میں سر شوق سے کٹانے کو
قدم تھا ابنِ غزیہ کا صف سے کچھ باہر　　جو نقصِ فوجی تھا ناراستی بڑھانے کو
حضورِ سرورِ عالمؐ نے چوب دستی سے　　کیا اشارہ جو پیچھے قدم ہٹانے کو
لگی شکم میں غزیہ کے اتفاق سے چوب　　بگڑ کے بولا نہیں ہوں مَیں مار کھانے کو

قصاص چوٹ کا دلوائیے رسولِ خدا
وگرنہ حشر میں لوں گا آپ سے بدلہ

یہ سن کے کھول دیا بطن پاک حضرتؐ نے　　کہ چوب دستی سے بدلہ سواد لے اپنا
مجاہدین کی صف سے قصاص لینے کو　　سواد ابن غزیہ بھی مضطرب نکلا
مگر معانقہ پہلے کیا ادب سے "پھر"　　دو زانو ہو کے لیا بطن پاک کا بوسا
حضورؐ ابن غزیہ سے بولے دیکھ کے یہ　　سبب ہے کیا تری اس حرکتِ خجستہ کا
کہا سوادؓ نے اے شاہِ دو جہاں مجھ کو　　شہید ہونے کا اپنے گمان ہے ہوتا
لہٰذا حسرتِ دل تھی یہی دمِ رخصت　　معانقہ ہو سراپائے پاک سے اپنا

مُراد پوری ہوئی آپ کے فدائی کی
ملے حضورؐ تو دولت ملی خدائی کی

یہ حریت یہ مساوات یہ عقیدت تھی،　　کہ جس سے ذاتِ نبوت بھی نہ تھی مستثنیٰ
اثر صحابہ کے دل پر جو حریت کا ہوا　　تو ناز اٹھاتے تھے خود انکے حضرتِ والا
تمیز اور رعایت نہ امرِ حق میں تھی،　　ہر ایک خادم و مخدوم یاں برابر تھا

ہر ایک عمل کے ہوئے جب رسولِ حق معمول
جہاں میں اسلئے اسلام ہو گیا مقبول

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ خُدّامُ الدِّین لاہور

جلد ۷ — ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۶۱ء — شمارہ ۱۸

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانہ جات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

فون ۶۷۵۴۵

ضروری گزارش

۱۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری (چٹ نمبر) کا حوالہ ضرور دیں
۲۔ منی آرڈر کرتے وقت کوپن پر اپنا پتہ خوشخط اور مکمل لکھیں۔
۳۔ سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے آپ کے رسالہ پر اگر سرخ نشان ہو تو اپنا چندہ جلد روانہ کریں۔
۴۔ منی آرڈر اور جملہ خط و کتابت مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے نام کریں۔

شرح چندہ

سالانہ ۔ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

اداریہ

آہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ

۱۲ر اگست ۶۱ء کو یہ جگر خراش خبر سارے ملک نے انتہائی رنج و قلق سے سنی کہ ملک کے مایہ ناز فرزند بطل جلیل مجاہد اعظم جنگ آزادی کے شیر دل رہنما محب و محبوب اولیاء اللہ شمع ختم نبوت کے پروانہ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شاہ صاحبؒ حق اور حق پرستوں کی گویا ایسی تلوار تھے کہ جس باطل کے سر پر تلوار پڑتی اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ وہ خدائی بجلی یا آسمانی صاعقہ تھی۔ کہ کفر و ضلالت کے جس خرمن پر گرتی اس کو راکھ کر دیتی۔ وہ لحن داؤدی کا اس دور میں ایک نمونہ تھے۔ کہ دوست و دشمن سب کو مسحور کر لیتے۔ وہ صور اسرافیل تھے۔ جس کی حیات بخش دعوت سے مردہ دلوں میں جان پڑ جاتی۔ جن کی ایک آواز پر پچاس ہزار رضا کار آزادی کشمیر کے لئے سر پر کفن باندھ کر چل پڑتے جن کے ایک اشارے پر متحدہ ہندوستان کے برطانوی جیل خانے بھر جاتے۔ جن کا داخلہ قادیاں ایوانِ مرزائیت میں زلزلہ ڈال دیتا۔ جو علم و عمل شعر و ادب۔ اخلاق و مزاح۔ ظرافت و لطافت شریعت و طریقت اور رزم و بزم کے مجمع کمالات تھے۔ وہ جو تقریر خطابت میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ جہاں کہیں آپ کی تقریر ہوتی۔ مسلمان تو مسلمان ہندو سکھ آپ کی زبان سے قرآن کی تلاوت سننے آ جاتے۔ مخالفین تقریر سے محظوظ ہونے کو شریک ہوتے۔ اور خدام و معتقدین پروگرام لینے کے لئے حاضر ہوتے۔ آپ کے توشۂ آخرت کے لئے یہ قابل فخر سامان بس ہے کہ

۱۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عطا اللہ تو عطاء اللہ ہے۔

۲۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری مدظلہٗ کے آپ منظور نظر تھے۔ اور ایک بار مزاح فرمایا۔ کہ یہ میرے مرید نہیں پیر ہیں۔

۳۔ خاتم المحدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ کشمیری نے آپ کو امیر شریعت بنایا۔

۴۔ مفسر قرآن حضرت مولنا احمد علی صاحب نے آپ کو چھاتی سے لگایا۔ اور دل میں جگہ دی

۵۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحبؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ سبھی اکابر امت اور اولیاء ملت آپ کو محبوب رکھتے۔

قطب زماں حضرت مولانا احمد خاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ خانقاہ سراجیہ مجددیہ نقشبندیہ کندیاں شریف نے جب سنا کہ امیر شریعت

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

تاریخ وفات

حضرت احسان دانش نے مولانا سید عطا اللہ شاہ بخاری کے انتقال کا سنکر مندرجہ ذیل تاریخیں کہیں۔

بزم جہاں میں سب ہیں لیکن نہیں بخاری
عالم کو کر گیا ہے اندوہگین بخاری
پیدا نہ ہوگا کوئی ایسا خطیب دانش
ایوانِ خلد میں ہے محفل نشیں بخاری

۱۳ ھ ۸۱

مردہم خطیب اعظم

۱۹۶۱ء

رخصت ہوئے دنیا سے بخاری کے جلو میں
انداز بیاں، سحر بیاں، لذت گفتار
نصرت ؔ اپئے تاریخ یہ ہاتف نے ندا دی
اب ختم ہوئی رونق ہنگامہ احرار

۱۹۶۱ء

نصرت قریشی

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

شکرِ نعمت۔ کفرانِ نعمت

سب سے پہلے اس حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کو خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مجلس ذکر میں شامل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ ہر جمعرات کو ہم سب کو فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یا)

مجلس ذکر کے بعد میرا معمول ہے کہ کچھ نہ کچھ اصلاح حال کے لئے عرض کر دیا کرتا ہوں۔ آج قرآن مجید کی ایک آیت شریف کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید

ترجمہ۔ البتہ اگر تم شکرگزاری کروگے۔ تو ضرور بضرور اور زیادہ دونگا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔

اس آیت شریف میں دو چیزیں ہیں

۱۔ شکرِ نعمت

۲۔ کفرانِ نعمت

نعمت کا شکر یہ ہے۔ کہ جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دی ہے اسی مقصد کے لئے اُسے خرچ کیا جائے مثلاً دولت اس لئے دی ہے۔ کہ بال بچوں کی پرورش کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے خرچ کی جائے آنکھیں اس لئے دیں ہیں۔ کہ ان سے قرآن و حدیث پڑھا جائے کان اس لئے دئے ہیں کہ ان سے کہیں عالم ربانی کا پیغام حق سنا جائے پاؤں اس لئے دئیے ہیں۔ کہ درس قرآن سننے اور نماز مسجد میں جاکر پڑھنے کے لئے استعمال کئے جائیں۔ غرض یہ کہ ہر ایک نعمت کا شکر ادا کیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہر ایک نعمت کو صحیح مصرف پر خرچ کیا گیا۔ تو یہ شکر نعمت ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کی کوئی پروا نہ کی۔ اور آنکھوں۔ کانوں پاؤں وغیرہ کو غلط مصرف پر خرچ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔ اس کی گرفت سے ڈرنا چاہئے۔ وہ ایک منٹ میں ساری نعمتیں چھین سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر نعمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور کفران نعمت سے محفوظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کروگے۔ تو میں البتہ ضرور بالضرور اور زیادہ کر دوں گا۔ اور اگر تم نے میری نعمتوں کا کفر کیا۔ تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ لاہور میں کئی ایسے لوگ ہیں۔ جن کو لاکھوں روپوں کا گھاٹا پڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچنا چاہئے۔ مغرور نہ ہونا چاہئے۔ بعض لوگوں کے بعض دفعہ جہاز کے جہاز غرق ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنا شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کفران نعمت سے بچائے۔

کان، اللہ تعالیٰ نے آواز حق کو سننے کے لئے دئے ہیں۔ نہ کہ کنجریوں اور رنڈیوں کے گانے سننے کے لئے اگر آنکھوں سے سینما دیکھا گیا۔ کنجریوں اور رنڈیوں کے گانے سننے کے لئے کان استعمال کئے گئے۔ اور پاؤں کو سینما دیکھنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ تو یہ کفرانِ نعمت ہے۔ ڈرنا چاہئے کہیں اللہ تعالیٰ یہ سب نعمتیں چھین نہ لے

میں نے آج تک کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ مجھے دیتا ہے۔ سب لاہوریوں سے زیادہ اور اچھا۔ پھر میں اُسے جمع کرتا ہوں اور اُسے صحیح مصرف پر خرچ کرتا ہوں۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ اور زیادہ دیتا ہے۔

اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے گیارہویں مرتبہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے ہوکر آیا ہوں۔

ہر نبی کا یہ پیغام تھا۔ کہ اے میری امت۔ میں تم سے اس پیغام حق سنانے کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری اللہ تبارک تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی امداد فرماتے تھے۔ اُن کے پاس آسمان سے آٹے اور چاولوں کی بوریاں نہیں آتی تھیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنے مخلص بندوں کے دلوں میں خیال ڈالتا تھا۔ کہ فلاں چیز کی نبی کو ضرورت ہے۔ دے آؤ۔

اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کو کسی کا محتاج نہیں بنائے گا۔ اور خود بخود اُن کے رزق کا بندوبست کرے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ بلکہ علمائے کرام اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کو زندہ کرنے کے لئے آئیں گے۔ اور اپنا وقت نکال کر دین کی اشاعت کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کے رزق کا خود کفیل ہوگا دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر نعمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور کفران نعمت سے

سوچ کی گھڑیاں

رئیس الاحرار حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

کے عارضی سکوت پر

اخوت کے پرچم اُڑاتا ہوا محبت کے خطبے سناتا ہوا
گرجتا ہوا، دندناتا ہوا مگر دمبدم مسکراتا ہوا
صداقت کے چہرے سے بیساختہ توہم کے پردے اٹھاتا ہوا
خدا کی محبت کے عرفان سے چمکتا ہوا جگمگاتا ہوا
مخالف ہواؤں کی یلغار پر عزائم کے خنجر چلاتا ہوا
ضمیرِ منور کی تلوار سے رگیں شرک کی کاٹ جاتا ہوا
محمدؐ کی سیرت کا پیغام بر خدا کے سندیسے سناتا ہوا
جوانوں کا عاشق، سپاہی کی ہتھ حمیت کے جوہر دکھاتا ہوا
بڑی منزلیں کر کے طے حلم کی بڑی دیر چلتا چلاتا ہوا

نہایت اہم سوچ میں کھو گیا
گھڑی دو گھڑی کے لئے سو گیا

اگرچہ وہ مصروف ہے خواب میں حسین ولولے اس کے بیدار ہیں
صبا اس کے اخلاق کا گیت ہے ریاض وچمن اس کے اطوار ہیں
ہیں لوحِ ابد پر جو لکھے ہوئے وہ اس کی ریاضت کے اشعار ہیں

بقا اس کی مرغوب پوشاک ہے
خدا اس کی تحقیق ادراک ہے

سید عبدالحمید عدم

بچائے۔ کیونکہ جو کوئی بھی شکر نعمت کریگا اللہ تعالےٰ اس کے رزق میں زیادتی کرے گا۔ اور جو کوئی کفران نعمت کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ کا عذاب سخت ہے۔ کہیں ایسا نہ بنا دے۔ کہ بھیک مانگنے کی ضرورت پڑ جائے۔ ہر جمعرات کو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ذکر الہٰی کرنے کے لئے جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو مغفرت کا تحفہ عطا فرماتا ہے۔ اگر نیت کچھ اور ہوگی۔ رضا الہٰی حاصل کرنے کی نہ ہوگی۔ تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر ایک بات یاد رکھیں۔

کہ میوہ از میوہ رنگ گیرد
یہ رنگ گھر بیٹھے نہیں چڑھے گا

اگر راگ گانا چاہتے ہو۔ تو گویّے کے پاس جاکر بیٹھو۔ اگر اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو جن لوگوں کی زندگی کا نصب العین اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا ہے اُن لوگوں کے پاس جاکر بیٹھو۔ ان لوگوں کی صحبت حاصل کرنے سے یہ رنگ چڑھ جائے گا۔ پھر انسان اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق خرچ کرے گا۔ جس طرح ماں باپ جسمانی تربیت کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ والے روحانی تربیت کرتے ہیں۔ پھر اُن کی صحبت کی وجہ سے ایسا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ کہ ذکر الہٰی کرنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ اور ہر وقت ذکر الہٰی کرتا ہے اگر یہ خیال کریں کہ دنیا داروں کے پاس بیٹھ کر خدا تعالےٰ کی یاد کرنے لگ جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ بھی خوش ہو جائے تو۔

ایں خیال است محال است جنوں

اللہ والے دنیا میں کم یاب ہیں نایاب نہیں۔ اور اگر اللہ والوں کے پاس جاکر بیٹھوگے۔ تو پھر انہی کے رنگ میں رنگے جاؤگے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے خاص بندوں کی صحبت نصیب فرمائے۔ اور دنیاداروں کی صحبت سے محفوظ رکھے۔

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے انسان یہ سوچتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو کیسے خرچ کروں اور

باقی صفحہ ۱۸ پر

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تقویٰ

حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہٗ امیر انجمن خدام الدین مورخہ ۲۳ر اگست بروز بدھ شاہین ایکسپریس سے ۱۰½ بجے لاہور تشریف لائے آپ ایک ماہ قبل عمرہ کے لئے حجاز تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے جدہ سے کراچی تک بذریعہ طیارہ سفر کیا۔

آپ کے ہمراہ آپ کی حرم محترم۔ آپ کے صاحب زادہ مولانا عبیداللہ انور (جو خدام الدین کے ایڈیٹر ہیں) اور محترم رانا شیر جنگ ریٹائرڈ ڈپٹی گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان تھے۔

حضرت امیر شریعت کی وفات حسرت آیات کی خبر آپ کو کراچی کے مطار (ایرپورٹ) پر ہی مل گئی تھی۔ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے آپ ملتان نہ اتر سکے موصوف نے آتے ہی ایک تعزیتی تار مولانا سید عطاءالمنعم ابوذر بخاری کو دیا۔

آپ کی صحت بتقاضائے عمر الحمد للہ اچھی ہے ۲۴ر اگست کی جمعرات کی شام کو آپ نے حلقہ ذکر کے بعد شکر نعمت اور کفران نعمت پر ارشادات فرمائے جو دوسری جگہ درج ہیں ۲۵ر اگست کو آپ نے جمعہ کا خطبہ دیا۔ نائب مدیر

قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ۝ فٰکِهِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓئًا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ کُلُّ امْرِیٴٍۢ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ (سورۃ الطور رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ بیشک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ محظوظ ہو رہے ہوں گے اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کی ہے اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا دیا ہے۔ مزے سے کھاؤ اور پیو۔ بدلے ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں۔ اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی۔ ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ملا دینگے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔

تقویٰ کی معنی

ہر اس چیز سے بچنے کا نام ہے جو تعلق باللہ میں خلل انداز ہو۔

مثلاً

۱۔ اس شخص کے ہاں سے کھانا نہ کھائے۔ جو گاہکوں سے جھوٹ بول کر نفع کماتا ہے۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ جس شخص نے گاہک سے جھوٹ بول کر نفع کمایا ہے۔ اس نے اتنا ہی حرام کمایا ہے۔ جتنا کہ جھوٹ بولا ہے۔ اور شریعت میں قاعدہ ہے۔ کہ جب حرام اور حلال ایک جگہ مل جائے تو ساری چیز حرام ہو جاتی ہے اس کی ایک واضح مثال سنئے اگر سوئر کا گوشت بکرے کا گوشت ملا کر ایک ہنڈیا میں پکایا جائے۔ تو بکرے کا گوشت بھی حرام ہو جائے گا۔ یہ جائز نہیں ہے۔ کہ آپ چن چن کر بکرے کی بوٹیاں کھا جائیں۔ کہ یہ تو حلال تھیں۔ حلال تو تھیں لیکن اب حرام کے ساتھ اکٹھا ہونے کے باعث یہ بھی حرام ہو گئی ہیں وما علینا الا البلاغ۔

دوسری مثال

۲۔ جو ملازم تنخواہ کے سوا رشوت بھی لیتا ہے۔ اگر معلوم ہو جائے تو اس کے ہاں دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے۔ اور معلوم نہ ہونے کے باعث دعوت کھا بیٹھا۔ تو اسے کھانے کے بعد اثر بد ضرور محسوس ہو گا۔ مثلاً اگر نیک آدمی ہے۔ تو اس کی روح میں بےچینی پیدا ہو جائے گی۔

اور

اگر باطن کی صفائی کسی باخدا اللہ تعالیٰ کے بندے کی صحبت میں رہتے ہوئے کرائی ہوئی ہے۔ تو متعین کر سکے گا کہ کھانا کھانے کے بعد یہ بےچینی آج فلاں شخص کے ہاں کھانا کھانے سے پیدا ہوئی ہے۔

تیسری مثال

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ارشاد ہے
لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی

أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ
الی آخر الاٰیۃ۔

ترجمہ۔ کوئی قوم کسی قوم سے مسخری نہ کرے۔ ممکن ہے۔ کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں۔ جن سے مسخری کی جا رہی ہے۔

قرآن شریف

کی اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ لوگوں سے مسخری کرنا بھی خلاف تقویٰ ہے۔ کیونکہ ہر آدمی اس سے مسخری کرتا ہے جس شخص کی اس کے دل میں کہتری کا جذبہ ہوتا ہے۔ اور جس بزرگ کی بزرگی کا دل میں احساس ہو یا اس کی طاقت کا یقین ہو۔ تو پہلے بزرگ کی بزرگی۔ اور دوسرے کے رعب کا ڈر مسخری کرنے سے مانع ہوتا ہے

چوتھی مثال

چوری پیشہ انسان کی دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے

کیونکہ چور غیر کا مال اس کی اجازت کے سوا لے آتا ہے۔ لہٰذا غیر کا مال بلا اجازت لے آنا اس چور کے لئے بھی حرام اور خلاف تقویٰ ہے اور وہ چور اس چوری کے مال میں سے کچھ خیرات کرے تو اور کسی کو بھی کھلانا بھی حرام اور خلاف تقویٰ ہے۔

کوئی

یہ تاویل نہیں کرسکتا کہ حرام تھا۔ تو چور کے لئے میرا اس میں کیا قصور۔

پانچویں مثال

لہو و لعب سے حاصل کردہ کمائی کے مال سے دعوت کھانا خلاف تقویٰ ہے مثلاً بھانڈوں کی کمائی جو لوگوں کو تماشا دکھاتے ہیں۔ جن کا اکثر کھیل مذاق اور بیہودہ گوئی ہوتا ہے۔ متقی آدمی ان بیہودوں کی مجلس میں بیٹھنا اپنی نیک نامی کو بٹہ لگانا سمجھتے۔ اور شریف آدمی ان کی دعوت قبول کرنا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ بھی خلاف تقویٰ ہے۔ نیک آدمی ایسے یاوہ گو انسانوں کو منہ لگانا یا ان کے گھروں میں جانا خلاف تقویٰ سمجھتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ کے متقی بندوں کی جزاء خیر ملاحظہ ہو

نمبر ۱

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ

ترجمہ

بیشک پرہیزگار باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

یعنی

عذاب الٰہی سے بچکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے باغوں میں نعمتوں میں ہوں گے۔

ان

باغوں اور نعمتوں کی پوری تفصیل ارحم الراحمین خدائے قدوس وحدہ لا شریک ہی جانتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك و کرمك۔ امین یا اله العالمین

نمبر ۲

فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ

ترجمہ۔ محظوظ ہو رہے ہوں گے۔ اس سے جو انہیں ان کے رب نے عطا کیا ہے۔

اللھم اجعلنا منھم بفضلك وکرمك یا ارحم الراحمین

نمبر ۳

وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝

ترجمہ اور ان کو ان کے رب نے عذاب دوزخ سے بچا لیا ہے

اللھم اجعلنا منھم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا...... بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ ترجمہ مزے سے کھاؤ۔ اور پیو بدلے ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے۔

ان پر رحمت کا مزید اظہار

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝ سورہ الطور رکوع ۱ پ ۲۷

ترجمہ۔ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے جو قطاروں میں بچھے ہوئے ہیں اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے۔

یہ

مزید براں انعامات کی تفصیل ہے۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك وکرمك یا ارحم الراحمین۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام کی معنی

الحدیث الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَىٰ خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (رواہ البخاری)

ترجمہ (حضرت) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (یعنی) اس بات کی گواہی دینا۔ کہ اللہ (تعالیٰ) کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تعالیٰ) کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنے (یعنی بالالتزام) پڑھنے پر۔ اور زکوٰۃ دینے پر۔ اور حج کرنے پر اور رمضان (مبارک) کے روزے رکھنے پر۔

الحدیث الثانی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ رواہ البخاری

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مسلمان وہ شخص

ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے - جو ان چیزوں کو چھوڑ دے - جن سے اللہ (تعالیٰ) نے منع فرمایا ہے۔

الحدیث الثالث

ایمان کی لذت کس شخص کو حاصل ہوتی ہے

عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ رواہ البخاری

ترجمہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تین چیزیں ہیں۔ وہ جس شخص میں ہوں۔ ایمان کی لذت پائے گا۔ یہ کہ ہو۔ اللہ (تعالیٰ) اور اس کا رسول اس کے ہاں پیارا ان دونوں کے ماسویٰ سے اور یہ کہ کسی انسان سے دوستی رکھے۔ نہیں دوستی رکھتا۔ مگر اللہ (تعالیٰ) کے لئے۔ اور یہ کہ ناپسند کرے اس بات کو کہ کفر میں لوٹے۔ جیسے ناپسند کرتا ہے اس بات کو۔ کہ اسے آگ میں ڈالا جائے

الحدیث الرابع

ہر مسلمان کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام انسان سے بڑھ کر ہونی چاہئے

قال الامام البخاری رحمۃ اللہ علیہ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ - رواہ البخاری -

ترجمہ - حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کوئی ایک تم میں سے ایماندار نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ میں اس کے دل میں اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر پیارا نہ ہو جاؤں۔

آہ بخاری

یہ اطلاع مرگ میرے لئے قیامت سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ رو رہا ہوں۔ اور کب تک روتا رہوں گا خدا بہتر جانتا ہے۔ دو سال کی بات ہے جب ان سے آخری بار ملا وہ مجھے دیکھ کر دیر تک آبدیدہ رہے۔ جس سے مہینے میں کئی دفعہ ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ اس سے گیارہ برس کے بعد مل کر مجھ پر نہ جانے کیا عالم طاری تھا۔ فرمانے لگے

"دو گجراتی تاجر اٹلس لے کر بیٹھ گئے اور سرخ پنسل سے نشان بنائے گئے دنیا برباد ہوگئی اور روحوں کو تقسیم ہونا پڑا"

میں دوستوں اور عزیزوں کی یادوں کا زندہ قبرستان ہوں۔ ہر سانس میں ایک کراہ ہے۔ اور ہر نظر میں ایک منظر غم۔

"کہیں جان کا خطرہ ہے کہیں ایمان کا۔ انسانی آبادی ایسی کشمکش میں کبھی گرفتار نہیں ہوئی تھی"

"شیخ الاسلام کا سایہ تقدس اُٹھ چکا آزاد کا تدبر و تفکر اب مشیر راہ نہیں پکاروں تو کسے پکاروں۔

"احباب ہندوستان جب بھی یاد کرتے ہیں مجھے ہچکیاں آنے لگتی ہیں کاش یہ ہچکیاں موت کی ہوتیں۔

زبان پر فالج کا اثر تھا۔ ہلکی ہلکی لکنت لفظوں میں کاٹ چھانٹ کر رہی تھی۔ لیکن چہرہ کا جلال آنکھوں کی مستی اور زندگی کا عزم بیمار نہ تھا۔ آزادی وطن کے لئے جوانی سے بڑھاپے تک زندگی کے ہر قدم پر ہزاروں مصائب سے کھیلنے والا یہ مجاہد اب بھی حوادث و آلام کا شکار تھا اور آخر اس ماحول میں گھٹ گھٹ کر جان دے دی۔ مجھے کیا خبر تھی۔ کہ میری اور ان کی یہ ملاقاتیں آخری ہوں گی۔ بخاری کی موت نصف صدی کی پوری تاریخ، کردار اور گفتار حریت کی موت ہے۔ غموں کی شدت ابھی تک ہوش و حواس پر قابو یافتہ ہے۔ ذرا بیداری خرد نصیب ہوگی تو بہت کچھ لکھوں گا

یہ چند ارتجالی تاثرات قطعہ تاریخ ہیں۔ جسے بخاری بیماری کے زمانے میں بھی بالالتزام پڑھا کرتے تھے

انور صابری دیوبندی

سالار کاروانِ جہاں وفا گیا
سوئے ریاض خلد بخاری چلا گیا

ہر آنکھ میں ہیں اشک ہر اک لب پہ آہ سرد
اربابِ دردِ عشق کا درد آشنا گیا

پہونچا جہاں فضا میں لطافت بکھیر دی
گذرا جدھر سے نقشِ قدم چھوڑتا گیا

روح ابوالکلام کا آئینہ دارِ فکر
چشم و چراغ محفلِ مشکل کشا گیا

تصویرِ خُلق - پیکرِ اخلاصِ زندگی
سرتاپا نمونۂ صبر و رضا گیا

الفاظ کے مزاج معانی کا رازداں
جمہور کے دلوں میں اترتا ہوا گیا

آزادیٔ وطن کا جواں عزم رہنما
آزادیٔ وطن کے ستم جھیلتا گیا

سال وفات کے لئے انورؔ جو عرش تک
وابستۂ جنوں مرا فکر رسا گیا

آئی ندائے غیب کہیں کیوں نہ آہ ہائے
باغ وطن کا بلبل آتش نوا گیا

۱۹۶۱ء　= ۱۹ + ۱۹۴۲

ایمان کو برباد کرنے والے اعمال

مرتبہ قاضی محمد زاھد الحسینی صاحب

(۲)

(۱۴) اللہ تعالیٰ سے تقرب حاصل کرنے والوں کو ذلیل سمجھنا۔ فرمایا۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْھَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرِضْوَانًا ط (المائدہ ع۱)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو اور نہ حرمت والے مہینے کو اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو، اور نہ ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ حرمت والے گھر کی طرف آنے والوں کو جو اپنے رب کا فضل اور اسی کی خوشی چاہتے ہیں۔

"جب اس جانور کو دکھ دینے سے منع فرمایا۔ جو اس کے نام پر حرم میں ذبح ہونے والا ہے۔ تو ان انسانوں کو دکھ دینا کس قدر برا ہوگا۔ جو رات دن اس کی اتباع کرتے ہیں۔"

(۱۵) گناہ اور نافرمانی کے لئے دوسروں کی مدد کرنا۔ فرمایا۔

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ ع۱)

ترجمہ۔ اور نہ مدد کرو گناہ پر اور ظلم پر

یعنی اگر تم نے شعائر اللہ کی توہین کی، ان لوگوں کو دکھ دیا۔ جو بیت الحرام کے لئے جانے والے ہیں یا ان چیزوں اور جانوروں کو تلف کیا جو اللہ تعالےٰ کے تقرب کے لئے خاص کی گئی ہیں۔ یا کسی گناہ کے لئے دوسروں کی مدد کی اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے لئے اس کو امداد دی تو یہ سب باتیں اتنی خطرناک ہیں کہ تم کو دنیا میں بھی اس کی سزا مل سکتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (المائدہ ع۱)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے

(۱۶) حق مہر ادا نہ کرنا اور شہوت رانی کی غرض سے نکاح کرنا۔ فرمایا

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ (المائدہ ع۱)

ترجمہ۔ اور (حلال ہیں تمہارے لئے) پاک دامن بے خاوند مسلمان عورتیں اور وہ اہل کتاب عورتیں جو پاک دامن ہیں جب کہ تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو۔ اس حال میں پاکدامنی حاصل کرنے والے ہو نہ بدکاری کرنے والے نہ خفیہ آشنائی کرنے والے۔

مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ (النساء ع۴)

ترجمہ۔ وہ عورتیں پاک دامن ہوں نہ بدکاری کرنے والیاں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں

مردوں کو حکم فرمایا۔ کہ وہ حق مہر ضرور ادا کریں۔ اس نیت سے نکاح نہ کریں۔ کہ وہ حق مہر نہ ادا کریں گے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ نکاح کی غرض یہ ہو کہ وہ اس نکاح کے ذریعے اپنے جذبات پر قابو پا کر پاک دامن بنا چاہتے ہیں۔ نکاح کی غرض یہ نہ ہو کہ صرف شہوت رانی کی جائے۔ یا ناجائز تعلقات پیدا کر لئے جائیں۔ اسی طرح یہ حکم عورتوں کو بھی فرمایا۔ کہ وہ بھی پاک دامنی کی غرض سے نکاح کریں اور اگر اس غرض سے نکاح کیا۔ کہ شہوت رانی کی جائے یا ناجائز تعلقات کو پیش خیمہ بنایا جائے یا نکاح تو کرلیا مگر حق مہر ادا کرنے کو جی نہیں چاہتا تو فرمایا کہ

وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (المائدہ ع۱)

ترجمہ۔ اور جو کوئی ایمان سے منکر ہوا تو اس کی محنت ضائع ہوئی۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

یعنی یہ کام تو کفر کے ہیں۔ جو ایمان کا دعوےٰ کرنے والے کے مناسب نہیں۔ ورنہ اس کے عمل برباد ہو جائیں گے اور قیامت میں ایسا آدمی سخت نقصان اٹھائے گا

(۱۷) یہود و نصاریٰ کو (دلی) دوست بنانا۔ فرمایا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (المائدہ ع۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ (اس لئے کہ وہ تو) آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

ورنہ تم کو ان ہی کا ایک حصہ سمجھا جائے گا۔ اور تم اللہ تعالےٰ کی حدیں توڑنے والے ہو جاؤ گے۔ کمزور بزدل اور دل سے ایمان و اسلام کے بد خواہ بہانے تلاش کرتے ہیں۔ مگر ان کا انجام برا ہوگا۔

فَتَرَى الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْھِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَۃٌ ط فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِہٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَآ اَسَرُّوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ نٰدِمِیْنَ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ اِنَّھُمْ لَمَعَکُمْ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ٥
(المائدۃ ۵۳)

ترجمہ۔ پھر تو ان لوگوں کو دیکھے گا۔ جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ ان میں دوڑ کر جاملتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر زمانہ گردش نہ آجائے۔ سو قریب ہے کہ اللہ جلدی فتح ظاہر فرمادے یا کوئی اور حکم اپنے ہاں سے ظاہر کردے پھر یہ اپنے دل کی چھپی ہوئی بات پر شرمندہ ہوں گے۔ اور مسلمان کہتے ہیں کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام کی پکی قسمیں کھاتے تھے۔ کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کے اعمال برباد ہوگئے پھر وہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

(۱۸) دین اسلام سے ٹھٹھا کرنے والوں کو پسند کرنا

یہ عادت بد در اصل کافروں اور یہود و نصاریٰ کی ہے۔ اس لئے ایماندار کے لئے ایسے بدکرداروں کو پسند کرنا ایمان کے لئے خطرناک ہے فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥ (المائدۃ ۵۷)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ نہ بناؤ تم ان لوگوں کو دوست جنہوں نے یہود و نصاریٰ اور کافروں میں سے تمہارے دین کو ٹھٹھا اور تماشہ بنا رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اگر تم مومن ہو

(۱۹) اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام سمجھنا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ٥
(المائدۃ ۸۷)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! ان ستھری چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کردی ہیں۔

اس لئے کہ اس میں اس حد سے پھاندنا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائی ہے کسی چیز کو حلال کرنا یا حرام کرنا یہ تو سب سے بڑی ذات احکم الحاکمین کا حق ہے۔ اور اس کے حکم کو ماننا بندے کا فریضہ ہے۔ تو اب اگر بندے نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر وہ حیثیت حاصل کرلینے کی کوشش کی جو اسکی کی شان عبدیت کے مناسب نہیں۔ تو یہ اپنی مقرر کردہ حدود سے باہر جا کودا۔ اور ایسا کرنا منع ہے فرمایا۔

وَلَا تَعْتَدُوْا۔ ترجمہ۔ اور حدود سے تجاوز نہ کرو۔

اور اگر اس سے باز نہ آوگے۔ تو یاد رکھو

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ٥
(المائدۃ ۸۷)

یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

(۲۰) شراب اور جوا انصاب اور ازلام کو عمل میں لانا۔ فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (المائدۃ ۹۰)

ترجمہ۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور تھان اور فال کے تیر گندگی ہیں شیطان کے عمل سے

"خمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کا استعمال عقل پر اثر انداز ہو۔ جیسا کہ شراب، بھنگ، چرس نشہ آور اشیاء میسر ہر وہ کام جسے بلا کسی محنت اور مشقت کی اجرت کے رزق کا ذریعہ بنایا جائے۔

انصاب سے مراد وہ پتھر یا بت جس کے پاس مشرک ذبح کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ بھی لی جاسکتی ہے۔ کہ کسی جگہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھ لینا کہ اس جگہ کے بغیر دوسری جگہ ذبح کرنا حرام ہے۔ یا ثواب نہیں ملتا۔ (سوائے حج کی قربانی کے)

ازلام۔ زلم کی جمع ہے۔ وہ سات تیر ہیں جن کو عرب کے مشرک اپنے کاموں کے لئے بطور فال یا بد فالی کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اس سے یہ بھی مراد لی جاسکتی ہے۔ کہ کسی غیب کہنے کا دعویٰ کرنے والے کی بات پر عمل کرنا"

جب یہ شیطانی عمل ہیں۔ تو ایمان والوں کو اس سے اس طرح بچنا چاہئے جس طرح کوئی بیمار بیماری کے لئے مضر اور خطرناک چیز سے بچتا ہے فرمایا

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥
(المائدۃ ۹۰)

ترجمہ۔ ان سے بچتے رہو۔ تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

ورنہ ان برے کاموں پر عمل کرنے سے مندرجہ ذیل چار گناہوں میں پھنس جاؤگے۔ دو تو حقوق اللہ میں سے ہیں اور دو حقوق العباد کو ضائع کرنے والے ہیں۔ فرمایا۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ (المائدۃ ۹۱)

ترجمہ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کردے۔ شراب اور جوئے میں اور تم کو روکے اللہ کی یاد سے اور ذکر الٰہی سے۔

تو اتنی بڑی مہلک مرض سے بچ جانا ضروری ہے۔ جس سے نہ حق اللہ کا احترام باقی رہ سکے اور نہ حق العبد کا فریضہ ادا کرسکے فرمایا

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ٥ (المائدۃ ۹۱)

ترجمہ۔ پس کیا تم اپنے ان افعال سے رک جاؤگے؟

(۲۱) شکار میں احکام خداوندی کا اتباع۔ فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (المائدۃ ۹۴)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم کو ضرور آزمائے گا۔ اللہ تعالیٰ

(خشکی کے) شکار میں جس کو پہنچتے ہیں۔ تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے (شکاری آلات) تا کہ جان لے اللہ تعالےٰ سے کون ڈرتا ہے۔ اس سے بِن دیکھے تو اب اس کے بعد جو کوئی حد سے بڑھے گا۔ اس کے لئے درد ناک عذاب ہے۔

قرآن شریف میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے انبیاء علیہم السلام کی امتوں کو بھی ایسے احکام دے کر آزمایا۔ جن کو بظاہر معمولی سمجھ رہے تھے جیسا کہ قوم طالوت سے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (بقرہ ۲۴۹)

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالےٰ تم کو آزماتا ہے۔ ایک نہر سے پس جو کوئی اس سے پانی پی لے گا۔ وہ مجھ سے نہ ہوگا اور جو کوئی نہ چکھے گا۔ وہ مجھ سے ہوگا۔

یا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔

لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ

ترجمہ۔ حد سے نہ بڑھو سینچر کے معاملے میں۔

مگر دونو جگہ قوم نے مخالفت کی۔ پہلی صورت میں بھی سوائے چند انسانوں کے سب نے پانی پی لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بزدلی ان پر چھا گئی۔ تو یہ کہدیا۔

لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ (بقرہ ۲۴۹)

ترجمہ۔ ہم میں آج طالوت اور اس کی فوجوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔

دوسری جگہ جب انہوں نے حیلہ بہانہ بنا کر اللہ تعالےٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے شکار حاصل کر لیا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ (بقرہ ۶۵)

ترجمہ۔ بے شک تم نے ان لوگوں کو جان لیا جو تم میں سے حد سے بڑھ گئے سینچر کے معاملے میں تو ہم نے ان سے کہہ دیا کہ ذلیل بندر بن جاؤ۔

اسی طرح مسلمانوں کو فرمایا کہ شکار کو نہ ہاتھ سے پکڑو اور نہ شکاری ہتھیار م

م ۴ سے شکار کرو جب کہ تم محرم ہو۔

بالفاظ حضرت مولانا لاہوری دامت برکاتہم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا کمال اتباع ہے۔ کہ شکار اتنا قریب ہے لیکن نہیں پکڑتے بخلاف یہود کے کہ شکار سے منع کیا جاتا ہے۔ لیکن حیلے بہانے بنا کر پکڑ لیتے ہیں۔ (المائدہ فائدہ ۹۴)

از محمد شفیع عمر الدین (سانگھڑ)

اپنے عیوب پر نظر

قال اللہ تعالیٰ۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (الھمزۃ ایت ۱)

ترجمہ۔ خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی۔

"یعنی اپنی خبر نہیں لیتا دوسروں کو حقیر سمجھ کر طعنے دیتا ہے۔ اور اُن کے واقعی یا غیر واقعی عیب چنتا رہتا ہے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

ایک بزرگ نے کیا ہی موزون نصیحت فرمائی ہے۔ کہ بندے پر واجب ہے۔ کہ لوگوں کی عیب بینی سے رُکا رہے۔ اور ان کے عیوب پر غور و فکر کرنا چھوڑ دے۔ اور اپنے نفس کے عیوب پر نظر رکھے اور ان کی بیخ کنی کا فکر کرے یہ رویہ نیک بختی کی علامت ہے۔

اب اس شخص کے لئے ہلاکت اور بربادی ہے جو اپنے عیبوں کو تو طاقِ نسیان میں رکھ دے اور دوسروں کی عیب جوئی کے لئے فارغ البال ہو جائے۔ یہ بد بختی کی علامت ہے۔"

اب اپنے اسلاف کے طرز عمل پر غور فرمائیے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

اپنے دو متدین اور راست باز شخص اس کام پر مقرر کئے۔ کہ عدالت کے وقت ان کے پاس موجود رہیں اور ان سے جو غلطی سرزد ہو فوراً ٹوک دیں۔ ان کے اس طرز عمل سے لوگوں کو عام جرأت ہو گئی تھی اور نہایت بے باکی سے اُن کے افعال اور اقوال پر نکتہ چینی کرتے تھے۔

(مقالات شبلیؒ جلد چہارم)

یہ رویہ اس لئے اختیار فرمایا تھا تا کہ ان کی ذاتی اصلاح ہوتی رہے

حضرت حاتم اصمؒ

آپ کا طرزِ عمل بھی باعث رشک ہے۔ بزرگان دین فرماتے تھے۔ اگرچہ آپ اصم (بہرے) کے نام سے مشہور ہیں۔ مگر آپ اصم (بہرے) نہ تھے۔ یہ بہرہ پن آپ نے قصداً تجویز فرمایا تھا۔

ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ ایک مکھی مکڑی کے جالے میں پھنس کر رہ گئی اور اس کی کمزور بھیں بھیں کی آواز آپ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا کہ تو طمع کا شکار ہو گئی۔ اس پر اہل مجلس میں سے ایک صاحب نے عرض کی حضرت! جو ضعیف آواز ہم نہیں سُن سکتے تھے وہ بھی آپ نے سُن لی۔ لہذا آئندہ آپ کو اصم (بہرہ) کہنا زیبا نہیں۔

آپ نے تبسم فرمایا اور کہا جھوٹی باتیں سننے کی بجائے بہرہ ہو جانا بہتر ہے۔ جب میں نے دیکھا۔ کہ میرے رفیق میرے عیوب تو مجھ سے پوشیدہ ہو کر بیان کرتے ہیں۔ اور میری خوبیاں میرے روبرو کہہ دیتے ہیں۔ تو میں نے اس بات کو اپنے لئے خودی تکبر اور خرابی کا باعث سمجھا۔ اس لئے میں نے مشہور کر دیا۔ کہ میں بمشکل اونچا سنتا ہوں۔ تا کہ لوگوں کو میرے عیب و صواب میرے روبرو کہنے

میں حجاب محسوس نہ ہو۔ اب اگر میرا نفس یہ نہیں چاہتا کہ میری بدیاں لوگ بیان کریں۔ تو مجھے لوگوں کو بدیاں بیان کرنے سے روکنے کی بجائے اپنے آپ کو بدیوں سے روک لینا چاہیئے۔ ؎

بجبل ستائش فرا چہ مشو
چوں حاتمؒ اصم باش و غیبت شنو

خبردار! کہیں بے جا تعریف کی رسی تجھے غرور و تکبر کے کوئیں میں نہ دھکیل دے۔ حاتمؒ کی طرح اصم (بہرہ) بن جا۔ تاکہ تو لوگوں سے اپنے عیب سن سکے اور تجھے اپنی ذاتی اصلاح کا موقعہ مل آجائے۔ (بوستان سعدیؒ)

نیک خصلت نوجوان

اس نیک خصلت نوجوان کا واقعہ بھی قابل رشک ہے۔ جو صوفیوں کی ایک جماعت کے ساتھ شامل ہوگیا تھا۔ اور وہ سب نیکی اور پرہیزگاری کے باعث اسے عزت کی نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے۔ ایک دن صوفیوں کے سردار نے اس نوجوان کو کہا، بیٹا! ذرا مسجد سے کوڑا کرکٹ تو صاف کردو۔ یہ الفاظ سن کر وہ اس مسجد سے باہر نکل گیا۔ اور دوبارہ اس مسجد میں دیکھنے میں نہ آیا۔ صوفیوں کے دل میں اس کے بارے میں یہ خیال گزرا کہ شاید وہ خدمت سے گریز کرتا تھا۔ اس لئے مسجد سے نکل گیا

دوسرے روز اس گروہ کا ایک فرد اس نوجوان کو اچانک راستہ میں ملا۔ اور اسے نصیحت کی کہ اے نوجوان! تو نے بے عقلی کی جو خدمت سے گریز کیا۔ اور اپنی بربادی کا سامان اپنے ہاتھوں سے تیار کیا۔ شاید تیرے کانوں تک یہ بات نہیں پہنچی۔ کہ باہمت لوگ خدمت کی بدولت ہی بلند مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔

یہ باتیں سن کر وہ نوجوان رونے لگا۔ اور کہا میری مسجد چھوڑنے کی وجہ اور تھی۔ جب مجھے کہا گیا۔ کہ مسجد کو کوڑے کرکٹ سے صاف و پاک کردو تو میں نے چو طرف نظر دوڑائی دیکھا کہ مسجد تو پاک وصاف تھی مگر ع۔

من آلودہ بودم آں جائے پاک
گر اس پاک مقام میں صرف میں

بھی ایک گندہ تھا۔ اس لئے میں مسجد سے باہر چلا آیا ؎

گر ختم قدم لا جرم بازپس
کہ پاکیزہ مسجد از خاک و خس

(بوستان سعدیؒ)

افسوس ہماری حالتیں اس قدر بگڑ چکیں ہیں کہ ہمارے اسلاف کی سیرت کے بالکل برعکس ہیں۔ ہم ہرگز گوارا نہیں کرسکتے کہ ہمارا کوئی بہی خواہ ہمیں ہمارے عیوب سے آگاہ کرکے ہمیں اصلاح کا موقع بہم پہنچائے۔ ہمیں دوسروں کی آنکھ میں بال بھی نظر آ جاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر تک نہیں دیکھنے میں آتا۔ اغیار کا معمولی اور ادنیٰ عیب بھی ہمیں پہاڑ جتنا نظر آتا ہے۔ مگر اپنے کبیرہ عیوب بھی نہیں دیکھنے میں آتے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بصیرت عطا فرمائے

محمد احمل صاحب خطیب جامعہ رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور

محاسن اسلام

اسلام اپنے محاسن اور خوبیوں کی وجہ سے ہی دنیا میں پھیلا ہے۔ جو لوگ بوجہ تعصب اور کورچشمی کے یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ اسلام کے پھیلانے میں تلوار سے کام لیا گیا ہے۔ یہ الزام محض افتراٗ ہے۔ اس میں اصلیت رائی بھر بھی نہیں۔ قرآن شریف اس بات سے بالکل پاک ہے۔ کہ وہ حکم دے۔ کہ اسلام کی اشاعت کے لئے تلوار سے کام لیا جائے۔ بلکہ وہ تو حکمت اور علمی دلائل اور ترغیب و ترہیب اور موعظت حسنہ اور شائستہ عنوان کے ساتھ دعوت الی اللہ کے لئے طرز و طریق سکھلاتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط (سورۃ النحل پارہ ۱۴)

(یعنی تو اپنے رب کی راہ کی طرف ساتھ حکمت اور اچھی نصیحت کے لوگوں کو بلا۔ اور ان سے ایسی تدبیر کے ساتھ بحث مباحثہ کر جو خوبی سے بھری ہوئی ہو)

دوسرے مقام پر سورۃ عنکبوت میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔

(یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے مباحثہ مت کرو۔ مگر بڑی نرمی اور رأفت سے)

اور سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

(کہدے اے اہل کتاب آؤ طرف ایک بات کے جو برابر ہے۔ تمہارے درمیان اور ہمارے درمیان یہ کہ ہم اللہ (تعالےٰ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور کوئی ہم میں سے ایک دوسرے کو اللہ تعالےٰ کے سوا رب نہ بنادے پس اگر یہ لوگ (اہل کتاب) پھر جاویں تو تم کہدو کہ گواہ رہو تحقیق ہم فرماں بردار ہیں۔

ان مذکورۃ الصدر آیات میں ہم مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ہم اہل کتاب سے بہت ہی نرمی سے بحث کریں۔ جتنا کہ ممکن ہوسکتا ہے۔ اور اگر وہ ہمارے دلائل و شواہد اور حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ سے مستفید نہ ہوں تو ہمیں صرف یہ حکم ہے۔ کہ کہدیں۔ تم مانو یا نہ مانو مگر تم گواہ رہو کہ ہم اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (سورۃ یوسف)

(کہہ دے یہ میری راہ ہے۔ میں

اللہ تعالےٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ کامل بصیرت اور یقین تام سے اور میرے متبعین بھی کامل بصیرت اور یقین تام سے اس راہ کی طرف بلاتے ہیں

پھر سورہ نحل میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

(اور ہم نے تجھ پر اس لئے کتاب نازل کی ہے۔ کہ تو ان کو کھول کر سنا دے وہ مسائل جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور یہ کتاب سراسر ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے لئے)

پھر سورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے۔ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ

(اور تو میرے بندوں کو کہدے کہ اُن کو چاہئیے کہ بڑی عمدگی اور احسن طور سے گفتگو کیا کریں۔

یہ تمام آیات صفائی سے بتا رہی ہیں۔ کہ ہم کو یہ حکم (ارشاد ربانی) ہے۔ کہ ہم اسلام کی اشاعت بڑی نرمی اور حکمت سے کیا کریں اور دلائل اور بینات سے اسلام کی خوبیاں ظاہر کیا کریں۔ اور سخت کلمات کے استعمال سے پرہیز کریں۔ اور تمام ایسے امور سے احتراز کرتے رہیں۔ جن سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو دکھ یا تکلیف پہنچے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

(یعنی ان کو گالیاں مت دو جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے بتوں کو پکارتے ہیں۔

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں بڑی صفائی سے وہ قاعدہ بتا دیا ہے۔ جس کا ہمیں اسلامی صداقت و حقانیت پر وعظ کرتے ہوئے پابند رہنا چاہئیے۔ ہمیں بڑے زور سے یہ حکم دیا گیا کہ ہم ملائمت اور صبر و تحمل سے کام لیں۔ یہ حکم اس قول سے کہ قرآن شریف تلوار کے ساتھ اسلام پھیلانے کی تعلیم دیتا ہے۔ بالکل مخالف ہے۔ خدا تعالےٰ صریحًا منع فرماتا ہے۔ کہ کسی پر کسی قسم کا دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ نہ کیا جائے۔ یہ حکم قرآن مجید نے ان مقدس الفاظ میں دیا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ اور اس کی دلیل کہ کیوں اسلام میں جبر نہیں۔ اسی آیت کے پچھلے حصے میں بیان فرما دی گئی ہے۔ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

یعنی ہدایت اور گمراہی کا راستہ کھلم کھلا بیان کر دیا گیا اس لئے ہر ایک انسان کو آزادی حاصل ہے۔ کہ جو راستہ چاہے چن لے میں نہیں جانتا کہ کسی مذہبی کتاب نے ایسی صراحت اور وضاحت کے ساتھ دین میں جبر کرنے سے منع کیا ہو۔ جیسا کہ ام الکتاب قرآن مجید نے پُر زور الفاظ میں جبر و اکراہ سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ تمام کتب مقدسہ میں سے صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جس پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ اس نے اپنے پیروؤں کو مذہب کے پھیلانے کے لئے جبر و اکراہ کا حکم دیا ہے۔ محولہ بالا آیت کریمہ میں صراحت سے بتایا گیا ہے۔ کہ دین کے لئے کسی قسم کا جبر جائز نہیں ہے اور اس آیت مقدسہ کا یہ منشا ہے کہ ہمارا راستہ صاف طور سے بتا دیا گیا ہے جس میں بالکل ہی خفا اور پوشیدگی نہیں بلکہ طریق کفر سے راہ اسلام بالکل واضح ہو چکا ہے۔ اب جو کوئی اس سے انکار کرتا ہے۔ پیچھے اس کے کہ اس کے لئے ہدایت کی راہ کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔ اس سے خود مالک الملک جناب باری سبحانہ و تعالےٰ پوچھ لے گا۔ قرآن مجید میں اور کئی جگہ پر آیا ہے۔ کہ اسلام کا قبول کرنا یا نہ قبول کرنا۔ لوگوں کی مرضی پر چھوڑا گیا ہے۔ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صرف اتنا فرض منصبی ہے۔ کہ وہ کھلے الفاظ میں لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچاوے۔ ذیل میں مزید چند آیات کریمہ پیش کرتا ہوں۔ جو کہ ناظرین کرام کو اس نتیجہ پر پہنچائیں گی کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے تلوار کے استعمال کرنے کی اجازت اس مقدس کتاب قرآن مجید نے کبھی نہیں دی بلکہ قرآن مجید نے تو یہ حکم دیا ہے۔ کہ نبی اور اس کے متبعین کو لازم ہے کہ وہ لوگوں کی مرضی پر اسلام کی قبولیت کو چھوڑ دیں۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (سورۃ مزمل)

(یعنی یہ نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کرے

اور سورۃ مدثر میں فرمایا گیا ہے۔ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ؕ

(ہرگز نہیں یہ قرآن مجید ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اس سے فائدہ اٹھاوے۔

(سورہ کہف رکوع ۴) میں ارشاد فرمایا گیا۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ

(یعنی اور تو کہہ دے یہ حق ہے۔ تمہارے رب کی طرف سے پس جو چاہے اس کو مانے اور جو چاہے اس کو نہ مانے (نیز سورہ نمل ۷ رکوع) میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝

(اور میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں قرآن کو پڑھ کر سنا دوں۔ پس جو ہدایت پا گیا اس کا فائدہ اس کے نفس کو ہی پہنچے گا۔ اور جو گمراہ ہو گیا۔ پس کہدے میں تو ڈرانے والا ہوں)

(نیز سورہ زمر رکوع ۲) میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۙ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ

(کہہ دے میں خالص اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ پس تم عبادت کرو جس کی تم چاہو اس کے سوا۔

(نیز سورۃ یونس رکوع ۱۱) میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝

(کہہ اے لوگو۔ تحقیق آ گیا ہے۔ حق تمہارے رب کی طرف سے پس جو ہدایت پاتا ہے۔ پس اس کا فائدہ اس کی جان کو پہنچتا ہے اور جو سیدھی راہ چھوڑ دیتا ہے

جناب ایم عبدالرحمن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

امیر شریعت خطیب اعظم سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب نام دوھیال کی طرف سے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ننھیال کی طرف سے شرف الدین احمد۔ باپ کا نام ضیاءُ الدین احمدؒ۔ دادا کا نام نورالدین احمد شاہ جیؒ کا سلسلہ نسب ۳۶ ویں پشت میں حضرت امام حسنؓ سے ملتا ہے۔ آپ کو اپنی خاندانی نجابت پر بڑا ہی فخر تھا۔ سید اکمل الدین بخاری نے سب سے پہلے دہلی میں قدم رکھا اور وہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے بیعت تھے۔ ضلع گجرات موضع سرہالی میں مقیم رہے۔

شاہ جیؒ کے دادا حضرت سید نورالدین بخاری مرشد کی تلاش میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے آستانے پر پہنچے۔ تو خواجہ سروقد کھڑے ہو گئے چند دن مہمان رکھا پھر پروانۂ خلافت اور سند ارشاد دے کر رخصت کیا۔ شاہ جیؒ کے ایک دوسرے قرابت دار سید ہارون شاہ کا بیان ہے کہ ہمارے بزرگ بخارا سے کشمیر پہنچے وہاں چند ماہ قیام کیا پھر پنجاب چلے گئے یہاں سے بہ سلسلۂ کاروبار دہلی اور پٹنہ کا رُخ کیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا زمانہ تھا۔ جب انگریزوں نے پنجاب فتح کیا تو آپ گجرات کے ایک گاؤں ناگڑیاں میں آباد تھے۔

شاہ جیؒ کے والد سید ضیاءُالدین بخاری کا عنفوانِ شباب تھا۔ آپ پشمینہ بیچنے پٹنہ جاتے تو حکیم سیّد احمد صاحب اندرابی ہی کے ہاں ٹھیرتے تھے۔ شاہ جی کی والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ حکیم سیّد احمد صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ حکیم صاحب طبیہ کالج لکھنؤ کے فارغ التحصیل تھے امورِ دین سے انہیں گہرا لگاؤ تھا قدرت نے ان کی آواز میں جادو کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔

شاہ جیؒ ۱۴ ربیع الاوّل ۱۳۱۰ھ (۱۸۹۱ء عیسوی) کو جمعہ کے دن نور کے تڑکے پٹنہ میں پیدا ہوئے ابھی تین یا چار برس کا سن تھا کہ والدہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔

سیّدہ فاطمہ اندرابی کے دادا امیر سید عبدالسّبحان کشمیر سے جا کر عظیم آباد پٹنہ میں بس گئے تھے۔ اُن کی بیٹی یعنی شاہ صاحب کی نانی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی نواسی تھیں۔

تعلیم وتربیت

شاہ جیؒ کسی معروف مدرسہ کے فارغ التحصیل نہیں تھے۔ بلکہ اُن لوگوں میں سے تھے جن کی تربیت مبدءِ فیاض سے ہوتی ہے۔ شاہ جیؒ نے نانا مرحوم سے فارسی و عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ نانی مرحومہ سے اردو بول چال میں صحت پیدا کی۔

شاہ جیؒ نے جب بلوغ کی طرف قدم رکھا تو نانا اور نانی کی رحلت کے بعد پنجاب کا قصد کیا پھرتے پھراتے امرتسر پہنچے وہاں الحاج مولانا نوراحمد صاحب سے قرآن کی تفسیر پڑھی۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ سے فقہ اور حضرت مفتی محمد حسن صاحب مرحوم سے علم حدیث۔ آپ نے اصلاح رسوم کی ٹھانی اور گلی گلی پھر گئے چند دنوں ہی میں دھاک بندھ گئی۔

سیاست میں شرکت

پہلی جنگ عظیم میں انگریزوں کو فتح ہوئی تو ہندوستان کو انعام میں رولٹ ایکٹ ملا۔ ملک میں عام غم و غصہ کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا امرتسر میں جلیانوالہ باغ کا حادثہ پیش آ گیا۔ مسلمانوں میں تحریک خلافت نے راہ پائی۔ ان حالات نے شاہ جی کو سیاسیات میں حصہ لینے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ تحریک عدم تعاون نے زور پکڑا تو آپ نے ہندوستان کا کونا کونا چھان مارا۔ یہ گویا آپ کی سیاسی زندگی کا سر آغاز تھا۔ جس نے آپ کو ہندوستان کا سب سے بڑا خطیب بنا دیا۔

ذاتی عقیدہ

شاہ جیؒ حنفی العقیدہ لیکن بدعات کے سخت مخالف تھے۔ آغاز میں حضرت سیّد مہر علی شاہ گولڑہ شریف سے بیعت تھے بعد میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری دامت برکاتہم سے بیعت ہوئے۔

لباس وخوراک

تمام عمر موٹا جھوٹا پہنا۔ کھدر کبھی ترک نہیں کیا۔ پہلے شلوار کرتہ

---

۴۴ اس کا نقصان اسی کو پہنچتا ہے اور میں کوئی تم پر کارساز نہیں

نیز (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲) میں ارشاد فرمایا گیا

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ط وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

(یعنی جو ہدایت پا گیا وہ اپنی جان کو ہی فائدہ پہنچائے گا اور جو سیدھی راہ سے دور چلا گیا اس کا وبال اسی پر پڑ گیا۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا)

اسی قسم کی بہت سی آیتیں لکھی جا سکتی ہیں۔ جن میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اسلام کا قبول کرنا لوگوں کی مرضی پر چھوڑا جائے۔ صراحت سے فرمایا گیا ہے۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ

(جس کی مرضی ہو مانے۔ جس کی مرضی ہو نہ مانے)

ان نصوص و آیات کریمہ کے پیش نظر معاندین کا یہ الزام کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ افتراءِ محض ہے۔ اسلام تو اپنے زرین اور فطری قوانین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور آپ کے کردار عظیم۔ آپ کی تبلیغ وتلقین کے پُر اثر طریقے اور دوسروں کو متاثر کرنے کے نرالے انداز اور اپنی حقانیت اور جاذبیت کی وجہ سے دنیا میں پھیلا اور چمکا ہے۔

پہنتے اور سر پر رنگدار تولیہ کی خود ساختہ ٹوپی اوڑھتے تھے۔ پھر شلوار کی جگہ تہ بند نے لے لی کرتہ یا قمیص جس کے اندر ترچھی جیبیں ہوتی تھیں عموماً خاکستری پہنتے۔

خوراک سادہ کھاتے محلوں سے لے کر جھونپڑوں تک میں کھانا کھایا مگر کسی چیز سے کوئی رغبت نہیں رکھی۔ دال بھات جو ملے بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ چائے گھٹی میں پڑی تھی۔ ہمیشہ نفیس چائے پیتے اور اکثر خود بنا کر پیتے تھے۔ پان شروع سے کھاتے تھے۔ ایک چھوٹا سا پاندان ساتھ رکھتے چھالیہ خود کاٹتے، چونا خود بناتے اور کتھا خود پکاتے تھے

عادات وخصائل

کبھی کسی دوست کی غیبت نہ کرتے نہ کسی دوست کی غیبت سنتے ہندوستان میں کوئی سیاسی یا شرعی راہنما ایسا نہیں جن سے آپ کے مراسم نہ رہے ہوں۔ ہر ایک کے بارے میں آپ کی دوٹوک رائے تھی اگر کسی کے خلاف رائے قائم ہو گئی تو اس میں کینہ یا بغض نام کو نہیں تھا۔ نہ ذاتی بنیادوں پر کسی سے بدلہ لیتے۔

مولانا حبیب الرحمٰنؒ کو عنایت ارائیں کہتے اور خود بلھے شاہ بنتے میاں قمرالدین مرحوم احرار کے برلا تھے۔ شیخ حسام الدین کو دیدۂ دل۔ مولانا مظہر علی اظہر کو یارِ غار، قاضی احسان احمد کو بیٹا۔ اب جماعت کے جن ساتھیوں سے انہیں لگاؤ تھا اُن میں مولانا محمد علی جالندھری مولانا تاج محمود لائلپوری کو دل سے قریب سمجھتے۔

مجموعۂ صفات

زندگی بھر مسائل مختلفہ پر قرآن مجید کی آیتیں، حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں اور آئمہ کبار کے حالات اکٹھے کیے۔ ہزاروں شعر نوکِ زبان تھے۔ لطیفہ بازی اور برجستہ گوئی میں اتنے مشاق تھے کہ سارے برصغیر میں ان کی ٹکر کا ایک آدمی نہیں۔ ہر علاقہ کے عادات واخلاق اور زبان و کلام سے اس تبحر کے ساتھ واقف تھے کہ آپ کو پاکستانی زبانوں کا چلتا پھرتا لغت کہا جائے تو بے جا نہیں۔ سب سے بڑا کمال آپ کی بے نیازی تھی خوف آپ کی چمڑی میں نہ تھا کبھی آنکھ اٹھا کر بھی کسی کے روپیہ کی طرف نہیں دیکھا۔

پنجاب میں جتنے شخص جاں نثار آپ نے پیدا کئے اتنے کسی اور جماعت یا فرد کے گرد کبھی جمع نہیں ہوئے۔ آپ نے لوگوں کے دلوں اور دماغوں پر حکومت کی۔ لیکن کسی شخص سے کوئی غرض نہیں رکھی۔ ایک درویشانہ زندگی تھی کوئی مرید چھپا کر کچھ نذرانہ گذارنا چاہے تو فوراً مٹھی کھول دیتے تھے۔ جس جماعت میں گئے اُس سے کبھی پھوٹی کوڑی تک نہیں لی۔ تقسیم کے بعد کرایہ کے مکان میں رہتے رہے حالانکہ امرتسر میں دو مکانوں کے مالک تھے۔

اولاد

آپ کے چار لڑکے اور ایک لڑکی حیات ہیں۔ بڑے صاحبزادے سید عطاءالمنعم (ابوذر بخاری) عربی علم و ادب میں کمال دسترس رکھتے ہیں۔ کسی بچہ کو انگریزی تعلیم کے قریب پھٹکنے نہیں دیا۔

اجتماعی قید

شاہ جیؒ کی کل قید آٹھ اور نو سال کے لگ بھگ ہے۔ پہلی دفعہ آپ تحریکِ خلافت میں زیر دفعہ ۱۲۴ الف ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء کو بمقام امرتسر پکڑے گئے۔ اور تین سال بامشقت قید کی سزا پائی دوسری دفعہ راجپال کے فتنہ کی سرکوبی میں ۶ جولائی ۱۹۲۷ء کو گرفتار ہوئے اور ایک سال کی قید ہوئی۔ ۱۹۳۰ء میں کانگریس نے نمکین ستیہ گرہ کا آغاز کیا تو آپ ۳ اگست ۱۹۳۰ء کو دیناج پور میں پکڑے گئے اور چھ ماہ کی قید کا حکم سنایا گیا۔ ۱۹۳۲ء میں احرار نے تحریکِ کشمیر چلائی تو دو سال جیل میں رہے۔

مرزائیت کا محاسبہ شروع کیا تو انگریزی عہد میں دو دفعہ پکڑے گئے۔ پاکستان میں تحریکِ ختمِ نبوّت کی پاداش میں پکڑے گئے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں راتوں رات پولیس نے گرفتار کیا۔ ایک سال کے بعد رہائی پائی۔ سر سکندر کی وزارت نے آپ کو جس نازک موقعہ پر جن سنگین دفعات کے ماتحت پکڑا تھا اس کے پیشِ نظر ہر شخص کو اندیشہ تھا کہ عمر قید سے کیا کم سزا ہو گی؟ لیکن قدرت نے دستگیری کی اور حالات نے معجزاتی طور پر پلٹا کھایا جس رپورٹر (لدھا رام) نے تقریر کے نوٹس لئے تھے وہ یک دم فرنٹ ہوگیا اس نے عدالت کے رُو برُو بیان دے دئے کہ حکومت کے ایماء سے فرضی رپورٹ تیار کی گئی ہے نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ جیؒ بری ہو گئے۔

جماعتِ احرار

شاہ جیؒ اور احرار میں گُل و بلبل کا رشتہ تھا جس طرح خطابت کے بغیر شاہ جیؒ کا تصوّر نہیں بندھتا اُسی طرح شاہ جیؒ کی نفی سے احرار اضافی ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں جسم و جان کا تعلق تھا جماعتِ احرار کو پرکھنے کے لئے کئی ترازوؤں کی ضرورت ہے۔ احرار کون ہیں؟ انھوں نے کیا کیا، اُن کے مثبت اور منفی کارنامے کیا ہیں؟ جب تک ہم سارے گرد و پیش کو معلوم نہ کر لیں اور ان حالات اور واقعات پر نظر نہ رکھیں جن کا ردِّ عمل احرار تھے اور جو احرار کے ردِّ عمل کا نتیجہ ہیں۔ اس وقت تک ہم احرار پر صحیح تنقید نہیں کر سکتے۔

جن لوگوں نے احرار کی بنیاد رکھی اُن میں مولانا ظفر علی خاں، مولانا داؤد غزنوی، شاہ جیؒ چودھری افضل حق، مولانا مظہر علی اظہر، خواجہ عبدالرحمٰن غازی اور مولانا حبیب الرحمٰنؒ

لودھیانوی پیش پیش تھے۔

خطابت

شاہ جیؒ نے سنّ سالہ خطابتی زندگی کی ننانوے فی صد راتیں عوام سے خطابت میں بسر کی ہیں انہوں نے مذہب، سیاست اور زبان تینوں کی خدمت کی ہے اگر وہ روائتی زندگی بسر کرتے تو سارا ہندوستان ان کے قدموں پر ہوتا خود مسلمان قوم اُن کی مورتی تراش لیتی لیکن وہ سالہا سال مذہب کے نام پر تراشے گئے۔ اسی پنجاب میں بیشمار آبادیاں ایسی تھیں جہاں مسلمانوں کو کلمۂ شہادت تو ایک طرف رہا السلام علیکم کہنا نہ آتا تھا اُن میں ہندو مت کے زمانہ زوال کی رسمیں عقیدہ کے طور پر مروّج تھیں کئی علاقوں میں غیراللہ کی پرستش ہی کو اصل اسلام سمجھا جاتا۔ انہوں نے تمام صوبے میں بےشمار دینی مدرسے کھلوائے۔ عام مسلمانوں کو علماً اور عملاً سمجھایا کہ انسانی فضیلت کی بنیادیں خاندانی تفاخر پر قائم نہیں ہوتیں بلکہ ہر انسان اپنے علم و دیانت اور زہد و تقویٰ کے باعث قابلِ تکریم ہوتا ہے قرآن کی بجائے دیہات میں عشقیہ قصیدے پڑھے جاتے تھے آپ نے اس بدمذاقی کا طلسم توڑا اور ان کی جگہ قرآن کریم کی تلاوت کو عام کیا۔ مسلمانوں کو دوکانیں کھولنے کی ترغیب دی۔ آپ نے ناموس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔ آپ نے مبلّغین کی ایک جماعت تیار کی جس نے نہ صرف بدعات کے خلاف جہاد کیا بلکہ منکرات کی راہ روک لی۔ وقت کے نامور علماء کو شاہ جیؒ کی ان دینی خدمات کا ہمیشہ اعتراف رہا مولانا اشرف علیؒ تھانوی فرماتے تھے "شاہ جیؒ کی باتیں تو عطاء اللٰہی ہوتی ہیں" مولانا شبیر احمدؒ عثمانی کا ارشاد تھا "شاہ جیؒ آپ تو اسلام کی مشین ہو"

غرض سیاسیات میں خطابتی اعتبار سے ان کا وہی رول ROLL رہا جو ادبیات میں جوش ملیح آبادی کا ہے۔ گاندھی جی فرماتے تھے "شاہ جی! آپ تو لوگوں پہ جادو کرتے ہیں" مولانا ابوالکلام آزاد کا ارشاد تھا۔ "میرے بھائی! آپ کے زورِ بیان پہ ملک و قوم کا ہر گوشہ شکرگزار ہے۔ مولانا سید انور شاہ صاحبؒ نے آپ کو امیر شریعت کا خطاب عطا فرمایا۔

مولانا محمد علیؒ نے ۱۹۲۶ء میں جلسۂ عام دہلی دروازہ لاہور کی صدارت کی۔ آپ نے "ہمدرد" میں لکھا تھا۔ کامیابی کا سہرا اس بے مثال مقرّر کے سر رہا جن کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہے ان کی قرآن خوانی، ان کی اردو، ان کی پنجابی، ان کی متانت، ان کی ظرافت غرض ہر چیز نے سامعین کو مسحور کئے رکھا۔

شاہ جیؒ نے اردو خطابت میں بیساختہ پن پیدا کیا اور اپنے طرزِ بیان سے ثابت کیا کہ نفاستِ زبان ہی خطابت کا حقیقی جوہر ہے مولانا ابوالکلام کی انشاء اور شاہ جی کی خطابت میں واضح تفاوت کے باوجود ایک گونہ مماثلت ہے مولانا کی تحریروں میں عبادت کے ہر موڑ پر اساتذہ کے اشعار نگینے کی طرح جڑے ہوئے ملتے ہیں۔ شاہ جیؒ کی تقریروں میں برجستہ شعر اس طرح وارد ہوتے ہیں کہ ان کی چمک دمک میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مولانا اپنی تحریروں کو قرآن مجید کی آیات سے مرصع فرماتے ہیں۔ شاہ جیؒ تقریروں میں ہیرے کی طرح ٹانکتے ہیں۔

قادیان کی تبلیغ کانفرنس ۱۹۳۴ء میں آپ نے جو تقریر کی اُس کی مقناطیسی کشش کا اعتراف مسٹر جی۔ ڈی کھوسلہ نے اپنے فیصلہ میں کیا ہے اس ٹکڑے ہی سے جذبات کی معراج معلوم ہوتی ہے۔

وہ (مرزا محمود) نبی کا بیٹا ہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں وہ آئے اور مجھ سے اردو فارسی اور پنجابی میں ہر معاملہ سے متعلق بحث کر لے یہ جھگڑا آج ہی طے پا جاتا ہے وہ پردے سے باہر نکلے، نقاب اٹھائے، کشتی لڑے۔ مولا علیؓ کے جوہر دیکھے۔ ہر رنگ میں آئے۔ وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے، میں ننگے پاؤں آؤں وہ حریر و پرنیاں پہن کر آئے، میں موٹا جھوٹا پہن کر آؤں وہ مزعفر کباب یاقوتیاں اور اپنے ابّا کی سنّت کے مطابق پلومر کی ٹانک وائن پی کر آئے میں نانا کی سنّت کے مطابق جَو کی روٹی کھا کے آؤں، ہمیں میدان ہمیں گو۔

غرض اس قسم کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ جن سے شاہ جیؒ کی خطیبانہ عظمت کا سراغ ملتا ہے۔ پھر اس کی سب سے بڑی شہادت تحریک ختمِ نبوّت کا وہ بانکپن ہے جس کے نشہ میں لوگوں نے جانیں نچھاور کی تھیں۔

کالیداس نے عورت کے روپ کی تصویر کھینچتے ہوئے کائنات کی جن تصوّری اور نظری خوبصورتیوں کو یک جا کیا ہے ان تمام خوبصورتیوں کا مرقع شاہ جیؒ کی خطابت ہے۔ رعد کی گونج، بادل کی گرج، ہوا کا فرّاٹا فضا کا سنّاٹا، صبح کا اُجالا، چاندی کا جھالا، ریشم کی جھلملاہٹ، ہوا کی سرسراہٹ، گلاب کی مہک، سبزے کی لہک، آبشار کا بہاؤ، شاخوں کا جھکاؤ، طوفان کی کڑک، سمندروں کا خروش، پہاڑوں کی سنجیدگی، صبا کی چال، اوس کا نم، چنبیلی کا پیراہن تلوار کا لہجہ، بانسری کی دُھن، عشق کا بانکپن، حسن کا اغماض اور کہکشان کی مسجّع اور مقطّع عبارتیں انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورت اختیار کرتی ہیں۔ اُس کا جیتا جاگتا مرقع شاہ جیؒ کی ذات تھی۔

(ملخّص از سوانح سید عطاء اللہ شاہ بخاری مصنفہ شورش کاشمیری)

افسوس صد افسوس کہ بتاریخ ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء پاکستان ریڈیو نے یہ اندوہناک خبر دی کہ امیر شریعت، مجاہد ملّت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری شام کے ۶½ بجے اس جہان فانی

باقی صفحہ ۱۸ پر

حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب محدث دارالعلوم دیوبند

گلزارِ سُنت

(۲)

نکاح اور سنت

سنت نکاح یہ ہے کہ ہو اوپر طریقہ سادگی کے اور نہ ہو زیادہ تکلف والا بہت سامان اس میں

سنت یوم یعنی مسنون دن واسطے نکاح کے جمعہ ہے۔ جو سبب ہے برکت اور بھلائی کا۔

سنت مکان اور مسنون ہے نکاح کرنا مسجد میں

سنت اعلان یعنی سنت ہے۔ مشہور کیا جائے نکاح اور بجا دیا جائے دف (یعنی ایسا باجہ جو ایک طرف سے کھلا ہو جس کو دف۔ اور ڈھپڑا کہتے ہیں۔

سنت خرما مسنون ہے بعد نکاح کے لٹانا اور تقسیم کرنا خُرما یعنی کھجور یا چھوارے کا۔

سنت شب، اور مسنون ہے۔ کہ جب جائے اول شب بی بی کے پاس تو پکڑے بال اس کی پیشانی کے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا فِیْھَا۔

سنت شوال مسنون ہے اور محبوب ہے کہ کیا جاوے نکاح ماہ شوال میں کہ باعث ہے برکت کا

سنت ولیمہ مسنون ہے کہ جب گزارے رات پہلی اپنی زوجہ کے پاس تو کرے ولیمہ اور کھلاوے اپنے عزیزوں اور دوستوں اور رشتہ داروں اور مساکین کو اور نہیں ضرورت کہ ہووے ولیمہ بہت بڑے سامان سے بلکہ اگر پکاوے کھانا تھوڑا سا اور جمع کرے اپنے رشتہ دار یا دوستوں کو اور کھلاوے تھوڑا تھوڑا تو کافی ہے یہ بھی اور سنت ادا ہو جائے گی۔ اس طرح بھی اور بہت بُرا ولیمہ وہ ہے۔ کہ بلائے جائیں اس میں مالدار دنیادار لوگ اور نہ بلائے جائیں مسکین غریب اور دیندار بلکہ نکالے جاویں غریب محتاج۔ بُرا ہے ایسا ولیمہ اے بھائیو جب کرو ولیمہ تو نیت رکھو اس میں سنت کی اور بلاؤ غریب مسکین اور دینداروں کو اور بلاؤ جس کو دل چاہے امیروں میں سے مگر یہ کہ نہ نکالو غریبوں کو اور جو شخص ولیمہ کرتا ہے ناموری اور دکھانے کے واسطے کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ تو کچھ ثواب نہیں ایسے شخص کو بلکہ اندیشہ ہے۔ غصہ کا اللہ تعالیٰ کے۔

سنت دعوت مسنون ہے۔ قبول کرنا دعوت کا۔ لیکن جو شخص کھاتا ہو مال حرام رشوت اور سود یا مبتلا ہو بدکاری میں اس کی دعوت قبول نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر ایک ہی وقت میں دو آدمی دعوت کریں تو قبول کرو تم دعوت اس شخص کی جس کا مکان اور دروازہ قریب تر ہو تم سے

سفر کے متعلق

سنت ہمراہی بہتر اور مسنون ہے کہ دو آدمی سفر میں جاویں تنہا ایک شخص سفر میں جانا بہتر نہیں لیکن جب کہ ضرورت ہو۔ تو کچھ اندیشہ نہیں کہ جاوے تنہا ایک شخص ہی ارشاد ہے۔ محدثین کا اور فقہاؤں کا ہمارے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

سُنت روز مسنون ہے کہ جاوے سفر کو دن جمعرات کے اور یہ بھی مستحب ہے۔ کہ شروع کرنا سفر کا دن شنبہ یعنی سنیچر کے روز

سنت قیام یعنی سفر میں ٹھیرنے کی سنت یہ ہے کہ درمیان راہ میں جس جگہ کو مسافر چلتے ہیں نہ ٹھہرے بلکہ ایک طرف ہٹ کر ٹھہرے۔

سنت واپسی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سفر سے ضرورت پوری ہو جائے۔ تو پھر نہ ٹھہرے بلکہ واپس چلا آوے بلا ضرورت اچھا نہیں ٹھہرنا باہر سفر میں

سنت مکان اگر گیا تھا۔ کسی دور سفر کو اور آیا ہے۔ بہت دن کے بعد تو سنت ہے کہ نہ داخل ہو گھر میں اچانک بلکہ خبر دے پہلے اپنے آنے کی اور کچھ دیر کے بعد جاوے اپنے گھر میں اسی طرح اگر آیا ہے زیادہ رات گزرنے پر تو اسی وقت نہ جاوے گھر پر بلکہ ٹھہر جاوے اور اور داخل ہو صبح کو بعد خبر ہونے کے لیکن اگر ہوں وہ لوگ خبردار تمہارے آنے سے انتظار میں ہوں رات کو تو کچھ نقصان نہیں ہے۔ کہ داخل ہو جاؤ رات کو یہ طریقے ہیں سُنت کے عمل کرو ان پر اور پاؤ تم بھلائی دنیا اور آخرت کی

سنت نماز سنت ہے کہ جب واپس آوے لوٹ کر سفر سے تو پڑھے دو رکعت نماز مسجد جا کر پہلے اس سے کہ گھر میں داخل ہو۔ سنت ہے۔ یہ کہ نہ ساتھ ہو کتا اور زنگولہ یعنی گھونگرو ورنہ پیچھے لگ لیتا ہے شیطان اور بے برکت ہو جاتا ہے سفر۔

سنت کے کام

سُنّت سلام نہایت بڑی سنت ہے۔ سلام بہت تاکید فرمائی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اور چاہئے کہ سلام کرے ہر مسلمان کو اگرچہ نہیں پہچانتا ہو اس کو کیونکہ سلام حق ہے اسلام کا موقوف نہیں کسی کے جاننے اور شناسائی پر

سنت چھینک جب چھینک آوے اے بھائیو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

سنت جواب جب سنو کسی کو کہ اس نے اپنی چھینک کے بعد کہا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو جواب میں تم ضرور کہو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ بہت خیال کرو! اس کا کہ یہ حق ضروری ہے اسلام کا۔

سنت اطفال سنت ہے کہ سلام کرے لڑکوں پر اس واسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزرے لڑکوں پر پس سلام کیا آپ نے ان پر یہ حدیث موجود ہے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں۔

سنت رخصت اور جب رخصت ہو لوگوں سے تب بھی کرو سلام ان پر۔

سنت مصافحہ اور سنت ہے مصافحہ بھائی مسلمان سے وقت ملنے کے مرد مصافحہ کرے ۔ مرد سے اگر عورت مصافحہ کرے عورت سے تب بھی جائز ہے ۔ لیکن جائز نہیں کہ عورت مصافحہ کرے مرد سے ۔

سنت تعظیم جب کوئی بڑا شخص جس کو حاصل ہو عزت دین کی تمہارے پاس آوے تو بہتر ہے ۔ کہ کھڑے ہو جاؤ ۔ اُس کی تعظیم کے واسطے لیکن نہ دوست رکھے کوئی اس بات کو کہ لوگ اُس کے لئے کھڑے ہوں ۔

سنت مجلس جب کسی مجلس میں پہونچو تو جس جگہ تم کو مل جائے موقع اور جگہ پس بیٹھ جاؤ ۔ اُسی جگہ پر اور مکروہ ہے کہ دوسروں کو اٹھا کر تم وہاں بیٹھ جاؤ ۔

سنت وسعت جب کوئی شخص آوے اور جگہ نہ ہو ۔ تو لوگوں کو چاہئے ۔ ذرا کھل کر بیٹھ جائیں اور وسعت کردیں واسطے مومن آنیوالے کے

سنت کلام جس جگہ ہوں ۔ صرف تین آدمی تو جائز نہیں کہ دو آدمی کریں ۔ آہستہ باتیں تیسرے کو چھوڑ کر اس واسطے کہ دل اُس کا رنجیدہ ہوگا ۔ اور بُرا ہے رنج دینا دل کو مسلمان بھائی کے

سنت اجازت اور مسنون ہے ۔ کہ جب داخل ہو کسی کے مکان میں تو اول اجازت لے کر داخل ہو ۔

سنت جمائی چاہئے کہ جب آوے جمائی اور انگڑائی تو بند کرے اپنے منہ کو اور نہ کھولے اُس کو اور اگر نہ بند کرسکے تو رکھ لے ہاتھ اوپر اُسکے

سنت نام سنت ہے کہ نام رکھے اپنی اور اولاد کا عبداللہ اور عبدالرحمن اس لئے کہ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ محبوب تر ناموں کا نزدیک اللہ کے عبداللہ اور عبدالرحمن ہے ۔

باب سنتوں کے متعلق

سنت عیادت یعنی بیمار پرسی کی سنت یہ ہے ۔ کہ جاوے مسلمان بھائی کی خبر لینے بیماری میں ۔

سنت واپسی سنت یہ ہے کہ جلد واپس آوے بیمار کے پاس سے تاکہ وہ رنجیدہ نہ ہو تمہارے بیٹھنے سے اور نہ خلل پڑے اُس کے گھروالوں کے کام میں ۔

سنت تسلی ہر طرح سے تشفی کرنی بیمار کی مسنون ہے رکھے اُس سے کہ انشا اللہ تم اچھے ہو جاؤ گے ۔ اور بڑی قدرت ہے ۔ حق تعالٰے کی غرض ڈرانے والی بات اُس سے نہ کہے

ہدایت رات کو بیمار پُرسی جائز ہے یہ جو لوگ منحوس سمجھتے ہیں ۔ غلط ہے

بقیہ امیر شریعت ۶ سے آگے

سے ملتان میں رحلت فرما گئے ہیں ۔ آپ کی عمر اکہتر ۷۱ سال کی تھی ۔ آپ کی وفات حسرت آیات پورے پاکستان کے لئے ایک ناقابل تلافی صدمہ ہے موت کے ہاتھوں نے ہم سے ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت کو چھین لیا جس سے علماء و فضلاء و سیاست دان سب راہنمائی حاصل کرتے تھے آپ کی وفات سے پاکستان کے علمی و سیاسی و خطابتی حلقوں میں جو خلا واقع ہو گیا ہے اس کا پورا ہونا ممکن نہیں ۔ خدا تعالٰے آپ کو جنت الفردوس بخشے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ آپ کو بتاریخ ۲۲ اگست بعد از نماز ظہر ملتان ہی میں سپرد خاک کیا گیا ۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۵ سے آگے

پھر علمائے کرام سے پوچھ کر اسے صحیح مصرف پر خرچ کرتا ہے ۔ اگر آپ بہرے ہوتے ۔ تو آواز حق کیسے سنتے ۔ اگر ٹانگیں نہ ہوتی تو یہاں مجلس ذکر میں چل کر کیسے آتے ۔ اور اگر آنکھیں نہ ہوتی تو راستہ کیسے دیکھتے اور اگر اللہ تعالٰے نے یہ سب نعمتیں دی ہیں ۔ تو اللہ تعالٰے کا شکر ادا کریں اور ہر موقع پر علمائے کرام سے پوچھیں کہ اس نعمت کا شکر کیسے ادا کریں ۔ اللہ تعالٰے ہم سب کو یہاں فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے ذکر الٰہی کرنے کے لئے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے ۔ اور کفران نعمت سے محفوظ رکھے ۔ آمین

وَ آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ ۸ ۔۔ یتیموں کے حقوق

پیش کیا اور ہر ایک نے خواہش کی کہ ان کو اپنے زیر تربیت لے لے ۔ حضرت جعفرؓ نے کہا کہ میں زیادہ مستحق ہوں ، وہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے ۔ جو بمنزلہ ماں کے ہے ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ۔ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہیں میرا حق ہے ۔ حضرت زیدؓ بھی کہنے لگے میں زیادہ مستحق ہوں میں نے سفر کیا اور ان کو لایا ہوں ۔ آخرکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادی کے آرام کی خاطر حضرت جعفرؓ کے حق میں فیصلہ کر دیا ۔

اداریہ بقیہ صفحہ ۳ سے آگے

پر سکندر حیات کی حکومت نے مسلح بغاوت کا مقدمہ بنایا ہے ۔ تو وہ بے چین ہوکر متوجہ ہوئے اور اللہ تعالٰے وتبارک سے دعا مانگی ۔ غرض کہ حضرت امیر شریعت سب کی آنکھوں کا تارا تھے ۔ اب وہ اپنے حقیقی آقا کے پاس پہنچ چکے ہیں ۔ جہاں زود یا بدیر ہم سب کو پہنچنا ہے ۔ اور اور جہاں سے پھر کسی کو واپس نہیں آنا بے شک یہ سانحہ ایک قومی حادثہ ہے صاحبزادگان محترم کو ہم سے زیادہ صدمہ ہے ۔ ان کے متعلقین بلکہ سارے ملک کو صدمہ ہے ۔ مگر رونے والو ! ان پر نہ روؤ ۔ وہ اپنا سفر کامیابی سے طے کر چکے اپنی حرمان نصیبی پر آنسو بہاؤ ۔ کہ اس نازک دور میں ہم ان مبارک ہستیوں سے محروم ہو گئے ۔ اپنے ایمانوں کی خیر مناؤ ۔ ان نفوس قدسیہ کے مشن کو زندہ کرو ۔ علماء حق کا ساتھ دو ۔ اسلاف امت کا اتباع کرو ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرکے اس کی رضامندی کے راستوں پر چل پڑو ۔ بے شک وہ حضرات ہم سے جدا ہوگئے ۔ مگر ان کی روشن کی ہوئی مشعل اسی طرح روشن ہے ۔ اس کی روشنی میں چلو ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ اور ان کے فرزندان رشید کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے ۔ آمین

بچوں کا صفحہ

محمد ثانی حسنی

یتیموں کے حقوق

وہ بچہ جس کے سر سے باپ یا ماں کا سایہ اُٹھ جائے، وہ پدری یا مادری شفقت سے محروم ہو جائے وہ کس قدر ہمدردی و غمگساری کا محتاج ہے۔ انسانی سوسائٹی کا فرض ہے کہ ایسے بے یار و مددگار بچہ سے محبت و پیار کا برتاؤ کرے، اس کی ہر ضرورت پوری کرے اس کے مال و دولت، عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔ اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے یتیم بچہ ہو یا بچی ہر ایک کی مدد و خدمت کرنا اسلام نے ہم کو سکھایا ہے۔ اور نیکوں کی تعریف ہی ان الفاظ میں کی وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا (س دھر ع ۱) اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین و یتیم اور اسیر کو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بشارت عطا فرمائی اور ان کی تعریف فرمائی ہے جو یتیموں کی خدمت اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے ہیں اور ان سخت دل بے مروّت لوگوں کی مذمّت فرمائی ہے جو ان معصوم اور کم سن یتیم بچوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے یا اُن سے بے توجہی برتتے ہیں۔۔

"مسلمان کے گھروں میں بہتر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور وہ گھر مسلمان گھرانوں میں بہت بُرا ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ بُرا سلوک ہوتا ہو۔"

یتیم کی پرورش کرنیوالے کو سب سے بڑا صلہ

اور پھر خوشی کا صرف اظہار یا ان کی نری تعریف نہیں کی بلکہ یتیموں سے اچھا سلوک کرنے والوں کو جنّت کی بشارت اور اس سے بڑھ کر اپنی قربت جیسی نعمت کا وعدہ فرمایا ہے "میں اور یتیم کی سرپرستی کرنے والا جنّت میں یوں ہوں گے اور آپ نے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی میں ذرا سا فصل کر دیا۔"

پھر اللہ ایسے نیک بخت اور رحم دل انسان کو اس احسان کے بدلے نیکیوں سے مالا مال فرمائے گا۔ ارشاد ہے:-

"جو شخص کسی یتیم بچّے یا بچّی کے سر پر (شفقت کا) ہاتھ پھیرے اور صرف اللہ کی رضا کی خاطر ایسا کرے تو اس کا ہاتھ سر کے جتنے بالوں پر پھرے گا ہر بال کے بدلے اس کو نیکیاں ملیں گی۔"

صحابہ کرامؓ کی یتیموں کی پرورش میں ایک دوسرے سے سبقت

صحابہ کرامؓ یتیموں کی پرورش اپنے بچوں کی مانند کرتے تھے ہر گھر کوئی نہ کوئی یتیم بچہ ہوتا اور اس کی خدمت میں اس کے رشتہ دار نہیں بلکہ ہر مسلمان ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تاکہ یتیم کی خدمت کرکے بشارتِ عظمیٰ کا حقدار ہو جائے عبداللہ بن عمر بغیر کسی یتیم کی شرکت کے کھانا نہ کھاتے کسی یتیم کو ضرور شریک کرتے حضرت زید بن حارثہؓ مکہ مکرمہ سے حضرت حمزہؓ کی یتیم صاحبزادی کو لائے۔ تو ان صاحبزادی کی پرورش کے لئے حضرت جعفرؓ، حضرت علیؓ اور خود حضرت زیدؓ نے اپنے کو

(باقی صہ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۷۳۰.T.B.C-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔